قلم برداشتہ — سید عطاء المحسن بخاری

گولڈن جوبلی..........این چہ بو لہبی است؟

زندگی اپنے لاحقوں، لازموں اور انگنوں سمیت ایک مضبوط اور محیط ضابطے کی متقاضی تھی۔ اس کا رخ اور سمت غیر متعین تھی۔ اسکی تعیین بہت ضروری تھی۔ انسان نے زندگی کا دائرہ مقرر کرنے کی بہت کوشش کی، مگر ہر بار ضلت اور ذلت کے ہاتھوں نکبتوں کی اتھاہ گہرائی میں اتر جانے کے سوا اُسے کچھ نہ ملا، ہر چند کہ ہر دور اور ہر خطے کے بعض انسانوں نے ایسی ہر کوشش کو بہت سراہا اور اس کی تحسین وستائش میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے مگر حقیقت یہ ہے کہ کبھی کسی انسان کے مستبدانہ رویے قانون بن گئے اور کبھی کسی کے دیوتائی انداز بچاریوں کے گلے میں لٹکا دیئے گئے۔ ایسا بھی ہوا کہ طاقت و اختیار، پسند و ناپسند اور خواہش و طلب کے مرگھٹ پر اللہ کی مخلوق کا بلیدان دیدیا گیا اور ایسا تو کئی بار ہوا اور مسلسل ہوتا آرہا ہے کہ انسان کو "آزادیوں" کے گھاٹ اتار اگیا۔ اور اس بے ہنگم رویے اور عمل کو انسانی بقاء و ارتقاء کا زینہ سمجھا گیا، اس موذی فلسفہ کو انسانی فکر و نظر کی معراج بتایا گیا۔ بلکہ اس بتانے بتانے میں کروڑوں سفید و سادہ اور پاک و صاف اوراق سیاہ اور نجس کر ڈالے گئے۔ معلوم تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس فکری تاریکی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بھی ہزار برس پہلے انسانی شعور میں ڈیرے ڈال دیئے تھے (یا ڈاکے ڈال دیئے تھے)۔ یونانیوں کے فکر تاریک کی ظلمت اتنی محیط تھی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ سے یہ سیاہی نہ چھٹی۔ سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ علیہ السلام کا زہد و مظلومیت، آپ کا اعجاز مسیحائی اور آپ کی انسانی عقلوں کو عاجز کر دینے والی زندگی بھی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگوں کو نورانی فضاء بسیط میں نہ لاسکی۔ حتیٰ کہ آپ ایک بار پھر آنے کا سندیسہ سنا کر، رفعتوں اور عظمتوں کی گود میں آرام کرنے چلے گئے۔ انکی قوم نے "فکر ماضی" کو ہی نجات کا راستہ جانا اور اسی پر گامزن رہی تا آنکہ تاریخ نے اس فکر اور اس قوم کو برطانیہ عظمیٰ کے گلے کا ہار بنادیا اور اسکی دنیا کو اسی فکر اور اسی قوم کے ساتھ وابستہ کردیا۔ وہ فکر اور وہ قوم جس کا ماضی تعلیمات ربانی کے انکار، نبیوں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی الہامی صداقتوں کے انکار، سچے دین اور سچی شریعتوں کی متعین کردہ راہ ہدایت پر چلنے سے انکار سے عبارت ہے۔ بے لگام "آزادیوں" سے عبارت ہے۔ شخصی، نسلی، گروہی اور علاقائی مفادات پر مبنی "جمہوری جدوجہد" سے عبارت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آئرلینڈ کے باسی آٹھ سو برس سے چیخ رہے ہیں کہ ہمیں بھی انسانوں والی زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔ لیکن غور کیجیئے کہ ان گنت "جمہوری" آزادیاں بھی آئرش عوام کو انسانی زندگی سے آشنا نہیں کر سکیں۔ انہیں انکے حقوق نہیں دلا سکیں۔ انہیں مطمئن نہیں کر سکیں۔ جس معاشرے نے جمہوریت کو جنم دیا وہی معاشرہ جمہوریت سے مطمئن نہیں اور اس کو اپنے مسائل کے حل کے لئے ناکافی سمجھتا ہے۔ آئرش کہتے ہیں کہ چند مستبد لوگوں نے اپنی استبدادی کارروائیوں کو دوام بخشنے کے لئے جمہوریت ایجاد کی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اس مستبدانہ عمل کو دیکھنے پر فرمایا تھا کہ......ع